تار کا پتہ — اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

الفضل قادیان بٹالہ — THE ALFAZL QADIAN

قیمت فی پرچہ ار

چندہ پیشگی

سالانہ قیمت ۶ر

بیرون ہند

# اخبار الفضل

ہفتہ میں دوبار

قادیان

ایڈیٹر: غلام نبی





نمبر ۷۴ | مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۲۴ء | یوم جمعہ | مطابق ۱۴ شعبان سنہ ۱۳۴۲ھ | جلد ۱۱


## مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

حضرت صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب دارالامان تشریف لے آئے ہیں۔

جناب حافظ روشن علی صاحب درس قرآن بعد نماز عصر اور جناب میر محمد اسحٰق صاحب کا درس حدیث بعد نماز مغرب روزانہ ہوتا ہے۔

علاقہ ارتداد میں بھیجنے کے لئے ایک وفد تیار کیا جا رہا ہے۔ جو انشاء اللہ عنقریب روانہ ہو جائے گا۔

مجلس مشاورت میں شریک ہونے کے لئے احباب تشریف لے آئے ہیں۔ اور ۲۰ مارچ سے کاروائی شروع ہو گئی ہے۔

## قادیان کے ایک ہندو کا قبول اسلام

۱۷ مارچ ۱۹۲۴ء بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور مسجد مبارک میں قادیان کا ایک نوجوان ہندو داتا رام حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ حضور نے اس سے اس کے حالات اور رشتہ داروں کے متعلق دریافت کرنے کے بعد فرمایا۔ کیا تم سوچ سمجھ کر مسلمان ہو رہے ہو۔ اور ان مشکلات اور تکالیف کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو۔ جو مسلمان ہونے پر پیش آئینگی۔ داتا رام صاحب نے کہا کہ میں نے ایک عرصہ سوچنے کے بعد مسلمان ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور میں حضور کے حکم کے ماتحت سب تکالیف برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میری اپنی دکان ہے۔ اگر وہ بھی مجھے چھوڑنی پڑی۔ تو میں چھوڑ دوں گا۔ کئی دن سے میری ہندوؤں سے گفتگو ہو رہی تھی۔ آخر آج میں نے فیصلہ کیا کہ مسلمان ہو کر ہی کھانا کھاؤں گا۔ میں صبح آٹھ بجے سے حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے انتظار کر رہا تھا۔ اور ابھی تک کھانا نہیں کھایا یہ بھی سنا گیا ہے۔ کہ داتا رام کو قادیان کے بعض غیر احمدی بھی ملے تھے۔ جنھوں نے اُسے احمدیوں کے ہاتھ پر مسلمان ہونے سے روکا۔ اور کہا کہ اگر تم مسلمان ہونا چاہتے ہو۔ تو ہمارے جلسہ پر اعلان کرنا جو یکم اپریل کو ہو گا۔ ورنہ مسلمان ہونے کی ضرورت نہیں۔ یونہی ہمارے تعلقات خراب ہونگے۔ مگر اس نے جواب دیا کہ میں مرزا صاحب کے ہاتھ پر ہی مسلمان ہوں گا۔ واللہ اعلم

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اُسے کلمہ شہادت پڑھایا۔ اور بیعت لی۔ اور عبد الرب

نام رکھا۔ اس کے بعد شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی کو جو خود نومسلم اور نہایت دیندار احمدی ہیں۔ فرمایا ان کو آپ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ ان کو احکام اسلام سکھائیں۔

خاص قادیان کا رہنے والا یہ غالباً پہلا ہندو ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر داخل سلسلہ ہوا۔ خدا تعالیٰ اسے استقامت بخشے۔ اور دوسرے ہندوؤں کے اسلام قبول کرنے کا ذریعہ بنائے۔

## سیکھواں میں مذہبی سکھوں کا قبول اسلام

موضع سیکھواں متصل قادیان میں چند گھر مذہبی سکھوں کے آباد ہیں۔ جنھیں میاں امام الدین صاحب و میاں اسمٰعیل صاحب کچھ عرصہ سے قبول اسلام کی تحریک کر رہے تھے۔ کہ اسی دوران میں عیسائیوں نے ان لوگوں کو اپنے زیر اثر لانے کی کوشش شروع کر دی۔ اور ایک دن وہاں آنے کے لئے مقرر کر دیا۔ اس کی اطلاع جب قادیان پہونچی۔ تو جناب ذوالفقار علیخان صاحب ناظر امور عامہ۔ جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ۔ مفتی فضل الرحمن صاحب راتوں رات وہاں پہنچے۔ ان لوگوں کو سمجھایا۔ چار آدمی معہ خاندان قبول اسلام کے لئے تیار ہو گئے۔ ۱۴ تاریخ ان کو مسلمان کیا گیا۔ دو یورپین پادری۔ ایک میم ایک دیسی پادری موجود تھے۔ مگر کسی نے ان کی بات نہ سنی۔ اسی جگہ کھانا پکایا گیا۔ اور احمدی اصحاب نے نومسلموں کے ساتھ ملکر کھانا کھایا۔

خدا تعالیٰ ہمارے سیکھواں کے احمدی بھائیوں کو جزائے خیر دے۔ دیگر مقامات کے اصحاب کو بھی اپنی اپنی جگہ اسی طرح تبلیغی مساعی جاری رکھنی چاہئیں۔

# فتنہ پرداز لوگوں کا جماعت احمدیہ سے اخراج

## جماعت احمدیہ ان فتنہ بازوں سے کوئی تعلق نہ رکھے

چونکہ مولوی محفوظ الحق علمی۔ مہر محمد خان شہاب اور ماسٹر اللہ دتا کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ کمشن کی تحقیقات اور خود ان لوگوں کے اپنے بیانات سے یہ امر پایہ تصدیق کو پہنچ چکا ہے۔ کہ یہ لوگ بابی وبہائی خیالات رکھتے ہیں۔ اور قادیان میں رہکر احمدی کہلا کر ہماری جماعت میں شامل ہو کر سلسلہ کے کاموں میں حصہ لے کر خفیہ اور درپردہ بابی و بہائی خیالات کی تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ اس لئے ۱۸ مارچ بعد از نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حالات اور بیانات کو پیش فرماتے ہوئے تقریر فرمائی۔ اور ان کو جماعت احمدیہ سے خارج کرنے کا اعلان فرمایا حضور کی تقریر اور دیگر حالات آیندہ شائع کئے جائینگے۔ فی الحال جماعت احمدیہ کی آگاہی اور اطلاع کے لئے حضور کے وہ الفاظ شائع کئے جاتے ہیں۔ جن میں حضور نے ان لوگوں کو جماعت احمدیہ سے خارج کیا ہے:۔

حضور نے فرمایا:۔

”جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور بہاء اللہ کی تعلیم میں ایسا تناقض اور اس قدر اختلاف ہے (اس کا ثبوت حضور نے اپنی تقریر میں دیا۔ اور بتایا کہ بہاء اللہ شریعت اسلام کو منسوخ قرار دیتا ہے) اور ان لوگوں نے چونکہ اس عہد کو توڑا۔ جو ہم سے کیا تھا۔ اور پھر ہماری جماعت سے وہ سلوک کیا۔ جو شرافت اور انسانیت سے گرا ہوا ہے۔ یعنی احمدی کہلا کر ایسے کاموں میں حصہ لے کر جو احمدیت کی اشاعت کے لئے مخصوص ہیں۔ درپردہ ان کے خلاف کارروائی کی۔ اس لئے میں حضرت مسیح موعود کے منشاء کے ماتحت اعلان کرتا ہوں۔ کہ ان تینوں یعنی مولوی محفوظ الحق۔ مہر محمد خان اور اللہ دتا کو جماعت احمدیہ سے خارج کرتا ہوں۔ اور اس شرمناک اور اخلاق سے گرے ہوئے سلوک کی وجہ سے جو ان لوگوں نے ہم سے کیا۔ کہ اپنے خیالات کو پردہ اخفا میں رکھا۔ اور نہ صرف یہ کہ بد عہدی کی۔ بلکہ خفیہ خفیہ دوسروں کو ورغلانے کی کوشش کرتے رہے اس وجہ سے یہ حکم دیتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کا کوئی آدمی ان سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھے۔ مگر اب بھی ان کے لئے دعا کرتا ہوں کہ ان کے دل کھل جائیں۔ اور جس گڑھے میں یہ گرے ہیں۔ اس سے نکل آئیں۔ اگر ایسا ہو۔ تو اب بھی ہم ان کو اسی طرح اپنے سینہ سے لگانے کے لئے تیار ہیں۔ جس طرح ماں اپنے کھوئے ہوئے بچہ کو لگاتی ہے۔ لیکن اگر وہ توبہ نکریں۔ تو چونکہ ان سے ہمارا تعلق خدا کے لئے تھا۔ اس لئے جو خدا کو چھوڑتا ہے۔ اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ہمارا اس سے کوئی تعلق“

**اعلان نکاح**

۱۲ مارچ بعد نماز مغرب مولوی سید سرور شاہ صاحب نے شیخ محمد بشیر احمد صاحب بی اے پسر شیخ محمد کرم الٰہی صاحب پٹیالوی پنشنر انسپکٹر پولیس جو کہ پرانے مخلص احمدی ہیں کا نکاح پانسو روپیہ مہر پر رشیدہ بیگم بنت شیخ محمد افضل صاحب لائن افسر پولیس پٹیالہ کے ساتھ ہونے کا اعلان کیا۔

**فوتیدگی**

چودھری ولیداد خان صاحب لکھنہ چک ضلع گوجرانوالہ نے ۱۲ مارچ کو حرکت قلب

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
قادیان دار الامان - ۲۱ مارچ ۱۹۲۴ء

# مسلمانانِ ہند کو دعوتِ عمل

## امریکہ کی بہت بڑی آبادی کو مسلمان بنانے کا وقت

جناب مولوی محمد الدین صاحب بی اے احمدی مبلغ امریکہ نے مسلمانان ہند کو امریکہ میں تبلیغ اسلام کرنے کی طرف توجہ دلانے کے لئے ایک چھٹی اخبارات میں شائع کرائی ہے۔ جو آج کے پرچہ میں درج کی جاتی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ امریکہ کی ایک بہت بڑی قوم جو عیسائیت سے متنفر ہو چکی ہے۔ اس بات کے لئے تیار ہے۔ کہ اگر اس کے سامنے اسلام کی تعلیم رکھی جائے۔ تو وہ اسلام قبول کرلے۔ اس قوم کی کثرت اور اشاعت اسلام کی اُلفت سے مجبور ہو کر جناب مولوی صاحب موصوف نے مسلمانان ہند کو یہ دعوتِ عمل دی ہے۔ اور چونکہ مسلمانوں کی ترقی اور کامرانی کا یہی ذریعہ ہے۔ اس لئے انہیں دعوت عام دی گئی ہے۔ لیکن افسوس کہ سابقہ تجربہ اور مسلمانوں کی موجودہ حالت بتاتی ہے کہ وہ اب بھی خوابِ غفلت سے بیدار نہیں ہونگے۔ اور اشاعت اسلام کے لئے کوئی باقاعدہ کوشش نہیں کر سکینگے اور کر بھی کس طرح سکتے ہیں۔ جبکہ ان کی نظر میں اسلام کی کچھ بھی قدر و قیمت نہیں ہے۔ اور وہ خود حقیقی اسلام سے تہیدست ہیں۔ ہم اس چھٹی کو اس لئے شائع کر رہے ہیں۔ کہ جہاں عام مسلمانوں پر اتمام حجت ہو۔ اور ظاہر ہو جائے۔ کہ وہ اسلام سے کس قدر محبت اور اُلفت رکھتے ہیں۔ اور عملی طور پر اس کے لئے کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ وہاں ہماری جماعت کے نوجوان پہلے سے زیادہ اس طرف متوجہ ہوں۔ اور جس جذبہ اور جوش سے مجبور ہو کر ہمارے مبلغ امریکہ نے یہ چھٹی لکھی ہے۔ اس کی عملی طور پر قدر کر کے دکھائیں۔

اگر ہندوستان کے مسلمانوں میں سے کوئی ایسے لوگ ہوں۔ جو اسلام کی محبت اور اُلفت اپنے سینوں میں رکھتے ہوں۔ مگر عام مسلمانوں میں اشاعت اسلام کا کوئی انتظام نہ ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو پیش نہ کر سکتے ہوں۔ تو وہ اس بارے میں سلسلہ احمدیہ کے مرکز سے خط و کتابت کر سکتے ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی ممکن سہولتیں اور آسانیاں بہم پہنچائی جائینگی۔ اور تجربہ کار مبلغین کی امداد ان کو حاصل ہو سکیگی۔ (ایڈیٹر)

"مسلمان دنیا میں اس لئے پیدا کئے گئے تھے کہ وہ اعلائے کلمۃ اللہ کریں۔ دنیا کو بھلائی کا سبق دیں۔ اور بُرائی سے منع کریں (یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر و یسارعون فی الخیرات) اسی میں ان کی ترقی کا راز مضمر تھا اینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ لیکن جونہی انہوں نے اس راہ سے منہ موڑا۔ اللہ کی توجہ ان سے ہٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تھوڑی سی کوشش کو بہت بار آور کر کے دکھا دیا کہ وہ بہت بڑے فضلوں کا مالک ہے۔ لیکن مسلمانوں نے اس کو نہ سمجھا۔ اور قرون اولیٰ کے زمانے کے بعد وہ اپنے نفسانی اُمور میں پڑ گئے۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنا جو اصل غرض اسلام تھی۔ اس کو پس پشت ڈالدیا۔ اور انہی باتوں میں پڑ گئے۔ جن میں پہلی اُمتیں گرفتار تھیں۔ حضرت مسیح بھی آئے۔ اور بدھ جی بھی اور کرشن جی مہاراج بھی۔ لیکن وہ نفسانیت قومی اور انفرادی کو اپنی قوموں میں سے نہ نکال سکے۔ صرف ایک وجود باجود دنیا میں ہوا۔ جس نے مذہب کی غایت یعنی تعلق باللہ کی دوسری کڑی جو جزو لاینفک کی طرح تعلق باللہ کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اور جس کا نام اخوت بنی نوع یا ہمدردی عامہ ہے۔ اور جس کا اتم اظہار اخوت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وہ اس پاک وجود کے ذریعہ ظہور پذیر ہوئی۔ اس نے اس اخوت کے جھنڈے تلے مخلوق الٰہی کو پھر کھڑا کیا۔ اور ثابت کر دیا کہ یہ ان ہونی بات نہیں۔ ممکن ہے اور اس کو مواخات کی عملی صورت دیکر دکھا دیا۔ سیاہ و سفید

زرد و احمر کے جھگڑے کو اس نے یکسر مٹا دیا۔ یہ تھا وہ سبق جو وہ دے گیا۔ اور اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملا اسی سبق کے لئے تمام انبیاء مبعوث ہوتے رہے۔ مگر اس کی اتم شکل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوئی۔ یہ اسی سبق کا اثر ہے کہ غیر مسلم دُنیا کو مسلم دُنیا میں اس اخوت اسلامی کے آثار نظر آتے ہیں۔ اور ایک دنیا اس سے مرعوب ہے۔ گو مسلمان خود اس سے بہت دُور جا پڑے ہیں۔ تاہم ان میں یہ جھلک موجود ہے اور اس حیثیت سے باقی تمام مذاہب مردہ ہیں۔ ان کے درخت اب خشک ہو چکے ہیں۔ پھل پھول اور پتے ان کے جھڑ چکے ہیں۔ اس لئے اب سوائے تنور کی نذر ہونے کے ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ جو درخت پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ مگر مُسلمانو! تمہارا درخت بھی آبیاری کا محتاج ہے کوئی درخت بغیر پانی کے نہیں رہ سکتا۔

اشدھی اور سنگٹھن کا جھگڑا کبھی پیدا نہ ہوتا اگر مُسلمان اپنے فرض کو نہ بھولتے۔ ان کی سلطنتوں کے ساتھ وہ ناگزیر واقعات نہ ہوتے۔ اگر وہ اس رُوح رواں کو جاری رکھتے۔ اب بھی کچھ نہیں گیا خدا کے گھر میں سب کچھ ہے۔ اور جس طرح پہلوں نے لیا تھا۔ ہم بھی لے سکتے ہیں۔ مگر ہمارا فرض ہے کہ اپنے گھر کی اندر اور باہر ہر طرف سے خبر گیری کریں۔ ساری دنیا ہماری ہے۔ کیونکہ مشرق مغرب سب خدا کا ہے۔ اور مسلمان رب العالمین کے بندے ہیں۔ اس لئے جہاں اندرونی حفاظت کی ضرورت ہے۔ بیرونی حفاظت اور مدافعت کی بھی ضرورت ہے۔ ہماری حدود ہندوستان سے باہر یورپ اور امریکہ تک بھی ہیں۔ اس لئے ان ممالک کی طرف بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ یہاں عیسائیت ناکام ہو چکی ہے۔ اور لوگ مادی ترقی کے باوجود پہلے سے بے چین اور غیر مطمئن ہیں۔ اور کوئی مذہب ان کو تسلی نہیں دے سکتا سوائے اسلام کے۔ گو اسلام سے تعصب بہت ہے۔ لیکن ان ممالک میں یا ہندوستان میں اس تعصب کی کوئی کمی بیشی یا امتیاز نہیں ہے۔ مگر

باوجود اس کے اب سات کروڑ مسلمان ہندوستان میں موجود ہیں۔ ہندوستان کا تعصب تو ان کے تعصب سے بہت بڑھا ہوا تھا۔ کسی سیاح تک کا ملک کے اندر داخلہ دشوار تھا جیس بدل بدلکر البیرونی اور سعدی رح وغیرہ آئے۔ موخر الذکر کو تو بت کے ہاتھ بھی چومنے پڑے۔ گو ساتھ لعنت بھی سنادی چنانچہ فرماتے ہیں سے

بیکے بوسہ دادم بدست بتاک
کہ لعنت برو بادو بر بت پرست

وہ مشکلات یہاں نہیں ہیں۔ مشکلات ہیں اور ہونی چاہئیں۔ کیونکہ یہ بھی آخر اسی نسل کے لوگ ہیں جس سے ہندو ہیں۔ مگر خیر ہندوؤں جیسے تنگدل اور تنگ ظرف نہیں ہیں۔ یہ لوگ اور کوئی مذہب قبول نہیں کر سکتے۔ سوائے اسلام کے۔ زیادہ سے زیادہ دوسرے مذاہب کے ساتھ مشغلہ کے طور پر ہمدردی ظاہر کر دیں۔ مگر عملی مذہب نہ وہ ہیں۔ اور نہ موجودہ ضروریات کو پورا کر سکتے ہیں۔ اور نہ موجودہ مشکلات سے رہائی دے سکتے ہیں۔ ان ممالک کے لوگوں کو عملی مذہب چاہیئے۔ کیونکہ یہ عملی لوگ ہیں اور وہ صرف اسلام ہی ہے۔ جو ہر صیغۂ زندگی پر حاوی ہے۔

اسوقت ایک اور بڑی ضرورت بھی ہے کہ پادریوں نے اسلام کے خلاف جو غلط فہمیاں پھیلائی ہوئی ہیں۔ وہ صرف اسی ذریعہ سے دور ہو سکتی ہیں۔ علاوہ ازیں اس ملک میں حبشی نسل کے لوگ ایک خاصی تعداد میں آباد ہیں۔ ڈیڑھ کروڑ تک ان کی آبادی صرف ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ہے۔ یہ ان لوگوں کی اولاد میں سے ہیں۔ جن کو پہلے پہل افریقہ سے بطور غلام کے یہاں لایا گیا۔ اور ان کے لئے بڑی سختیاں روا رکھی گئیں۔ اور بعض جگہ اب بھی ہیں۔ ان لوگوں کا بہت بڑا حصہ عیسائیت سے متنفر ہو چکا ہے۔ جو بدسلوکی ان کے ساتھ روا رکھی گئی ہے۔ اس نے ان میں عیسائیت سے حد درجہ کی نفرت پیدا کر دی ہے بائبل کو وہ گورے آدمی کی کتاب کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ محض ان کو غلامی سکھلانے کے لئے یہ کتاب بنائی گئی ہے۔ بعض تو اس قدر دور نکل گئے ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو یہودی بتلانا شروع کر دیا ہے۔ کیونکہ اور کوئی مذہب ان کو یہاں نظر نہیں آتا۔ اور یہودی غیروں کو لیتے نہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ یہودی بن بیٹھے۔ بالکل ان کو خبر نہیں کہ یہودیت کیا ہے۔ ان کی حالت بعینہ اس طرح ہے۔ جس طرح کوئی جلتے ہوئے مکان سے کنوئیں میں کود پڑے۔ تاکہ مکان سے کسی طرح نکل جائے ان کا بہت بڑا عنصر ہے وہ کہتے ہیں کہ پھر جائیں کہاں اور کوئی سنبھالنے والا نہیں۔ عیسائیت کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اور تھوڑے لوگ ہیں۔ جو ان میں اب عیسائی رہ گئے ہیں۔ مگر ہمارے لئے جو ان لوگوں کی طرف کھینچنے والی بات ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان میں بعض کے آبا و اجداد مسلمان تھے۔ غلامی کے ایام میں یہاں لاکر ان کو جبراً عیسائی بنایا گیا۔ ایسا ہی اور بھی بہت سے مسلمان غیر ممالک کے یہاں آئے ہوئے۔ اور جان کا جون اور یوسف کا جوزف بنے ہوئے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ فوراً توجہ کی جائے۔ اب قوم کی قوم تیار ہے۔ اور یہ قوم اب بڑھ رہی ہے۔ ان کے خیالات نے ایک عجیب پلٹا کھایا ہوا ہے۔ ایسے ایسے موقعے ہر وقت نہیں ملا کرتے۔ اور قومیں ہر وقت اس جوش اور خروش کی حالت میں نہیں ہوتیں۔ آخر ایک دن یہ جوش مدھم پڑ جائے گا اور پھر جمود کی حالت وارد ہو جائیگی۔ تب یہ امر محالات سے ہو جائیگا۔ اسوقت لوہا گرم ہے۔ اس کو جس شکل میں چاہو۔ تبدیل کر دو۔ لیکن اگر ٹھنڈا پڑ گیا تو پھر اس کا گرم کرنا طاقت انسانی سے باہر ہو جائیگا۔ اور نہ ہی ہر وقت اس کو اہرن پر کوٹا جا سکے گا۔ عملی صورت اس کی یہ ہے کہ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں بڑی بڑی انجمنیں ایک ایک طالب علم یہاں تعلیم کے لئے بھیجیں وہ طالب علم گریجوایٹ ہوں۔ دین سے دلچسپی رکھتے ہوں۔ اُصول اسلام اور عیسائیت سے واقف ہوں یا واقف کر دیئے جائیں۔ مختلف شہروں میں وہ اقامت پذیر ہو جائیں۔ ہفتہ میں ایک روز تبلیغ کے لئے وقف کریں۔ دو مرکز ہوں۔ جن کے ذمہ خط و کتابت سوال و جواب اور لٹریچر کا مہیا کرنا ہو۔ ان میں واقف کار آدمی ہونے چاہئیں۔ اور ان کے دفتر ہونے چاہئیں کم از کم چالیس پچاس مبلغ ہوں۔ کیونکہ خاص میدان بڑا وسیع ہے۔ ایسے لوگ پالیٹکس میں حصہ نہ لیں۔ وہ فی الحال دوسروں کے ہاتھ رہنے دیں۔ جو کر رہے ہیں۔ ان کا کام تبلیغ اسلام ہے۔ خرچ ان کو انڈیا سے تھوڑا بہت ماہوار ضرور ملتا رہنا چاہیئے اگرچہ یہاں سینکڑوں طالب علم ہیں جو روزی کما کر پڑھتے ہیں لیکن صرف اس خیال پر ان کو یہاں نہیں بھیجنا چاہیئے ان کو ملک میں گھسنے نہ دیا جائے گا۔ ہاں اگر ایسی حالت کبھی پیدا ہو جائے۔ تو پھر وہ خود اپنی فکر کر لینگے۔ مگر ان کے داخلہ کے لئے کسی صاحب حیثیت کی ضمانت کی ضرورت ہے۔ اور انجمنوں سے بڑھکر اور کونسی ضمانت ہو سکتی ہے۔ میں احمدی مبلغ کی حیثیت سے یہ لکھ رہا ہوں۔ میں احمدی ہوں۔ اور احمدیت کی اشاعت کو اپنا دین و ایمان اور نجات اخروی کا ذریعہ سمجھتا ہوا لکھ رہا ہوں۔ کہ مسلمانو! آؤ خدا کو اس وقت راضی کر لو۔ وہ یاد آپ سے ناراض ہے۔ اس کو راضی کرنے کی یہی صورت ہے۔

بالآخر میں اپنی چٹھی کو اس بات پر ختم کرتا ہوں۔ کہ مجھے اس ملک میں آئے تھوڑا سا عرصہ ہوا ہے۔ لیکن تھوڑے سے عرصہ میں حضرت مفتی صاحب کے اس ملک سے تشریف لے جانے کے بعد اڑھائی صد سے زیادہ آدمی مسلمان ہو چکے ہیں۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اپنے فرض کی طرف توجہ کرنے کی توفیق دے۔ والسلام

خاکسار محمد دین بی۔ اے۔ احمدی مشنر
۴۴۴۸ واباس ایونیو شکاگو۔ امریکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# خطبہ جمعہ

## خلافت ٹرکی اور مسلمانان ہند

## مسلمانوں کی حالت زار کا نوحہ

## ہندوستان امیدوں کا مرکز بن رہا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(۱۴ر مارچ ۱۹۲۴ء)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

عام قدرتی قواعد کے ماتحت یہ بات بری سمجھی جاتی ہے کہ کوئی شخص کسی موقع پر اپنے بھائی کو یہ کہے۔ کہ تم نے میری فلاں بات نہ مانی تو یہ نقصان ہوا۔

### قرآن کریم کا ارشاد

قرآن کریم نے ایک لڑائی کے موقع کا ذکر کر کے بعض لوگوں کے متعلق کہا ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ کہ ہم نے جو مشورہ دیا تھا اسکے خلاف جنکی رائے تھی۔ انکی رائے پر عمل کیا گیا۔ اس لئے نقصان ہوا۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا ہے۔ اور کہا کہ یہ منافقت ہے۔ اگر تمہارے منشاء کے خلاف تھا اور اس سے نقصان بھی ہوا۔ تو بھی نہیں کہنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ یہ ضروری نہیں تھا۔ کہ جو تم نے مشورہ دیا تھا۔ وہ ضرور مانا جاتا۔ تو یہ ایک تمدنی غلطی ہے جو قوموں میں رائج ہے۔ اور اس کی قرآن کریم نے تصدیق فرمائی ہے۔ اور ایسا کہنے کو منافقت ٹھیرایا ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رائے کے خلاف چلنے والوں کو بھی بات کہی ہے۔ جو عام تمدنی حالات میں درست نہ تھی۔ کہ تم نے اس کی رائے کے خلاف کیا۔ اس لئے نقصان ہوا۔ یہ کیوں کہا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ کبھائی بھائی کو یا دوست دوست کو یا چھوٹا بڑے کو یہ بات نہیں کہہ سکتا۔ کہ تم نے میری رائے کے خلاف کیا۔ اس لئے نقصان اٹھایا۔ مگر جو بڑا ہے۔ اور جس کو یہ حق ہے۔ کہ دوسروں کی راہ نمائی کرے۔ اور جس کا کام سمجھانا ہو۔ اور لوگوں کی نگرانی کرنا ہو۔ وہ کہہ سکتا ہے۔

### فرق مراتب کے باعث حقوق و فرائض

بچہ کو حق نہیں۔ کہ ماں باپ کو کہے۔ تم نے میری فلاں بات نہ مانی۔ اس لئے نتیجہ اچھا نہ نکلا مگر ماں باپ کو حق ہے۔ کہ وہ ایسا کہیں۔ ماں باپ کے ایسا کہنے پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ بچہ ایسی جگہ کھیلتا ہو۔ جہاں اسے نہیں کھیلنا چاہیئے۔ اور جہاں سے ماں باپ نے اسے روکا ہو۔ پھر اگر اسے تکلیف پہنچے۔ تو ماں باپ کہتے ہیں۔ ہم نے تمہیں پہلے نہیں کہا تھا۔ کہ وہاں نہ کھیلو۔ یہ ایک اخلاق کی بات ہے۔ اور درست ہے ماں باپ کو کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ ان کو یہ نہیں کہنا چاہیئے۔ لیکن اگر برابر کا یا چھوٹا بڑے کو یہی بات کہے تو اس کو متکبر اور بے ادب کہا جائیگا۔ کیونکہ اس کو شرعاً۔ عرفاً۔ اخلاقاً۔ قانوناً حق نہیں۔ کہ ایسا کہے۔ ہاں جس کو حق حاصل ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں نے تمہیں پہلے نہیں کہہ دیا تھا۔ کہ تمہیں ایسا کرنے میں نقصان ہوگا۔

### دوران جنگ میں مسلمانوں کا سلوک ترکوں سے

اس تمہید کے بعد میں ایک ایسے واقعہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو واقعہ مسلمانوں کے لئے نہایت اہم ہے۔ اور وہ خلافت کا سوال ہے۔ جب ترکوں کی انگریزوں سے لڑائی شروع ہوئی۔ تو مسلمانوں نے انگریزوں کی مدد کی۔ مولویوں نے فتوے دیئے۔ کہ انگریزوں کی مدد کرنا فرض ہے۔ اس لئے کہ وہ ہمارے حلیف ہیں اور حلیف کی مدد کرنا ضروری ہے۔ اس قسم کے فتوے تنخواہوں کے خیال سے۔ یا مربعوں کی امید پر۔ یا عہدوں اور خطابوں کے لالچ میں یا حکام کی نظر میں پسندیدہ ہونے کے لئے دیئے گئے۔ اور انگریزی فوج کے لئے ریکروٹ بھرتی کروائے گئے۔ اس وقت بھی مسلمان ترکوں کے سلطان کو خلیفۃ المسلمین کہتے تھے۔ مگر خلیفۃ المسلمین کی فوجوں کے مقابلہ میں بندوقیں کندھوں پر رکھ کر گئے۔ اور انہی مقامات مقدسہ کو جن کے لئے برسرِ جدال ہوئے۔ خلیفۃ المسلمین سے گولیوں اور تلواروں کے زور سے چھین لیا۔ اس وقت کسی نے اس کے خلاف آواز نہ اٹھائی کیا اس وقت قرآن کریم کا حکم یاد نہ رہا تھا۔ اگرچہ وہ عقیدہ جو یہ لوگ اب ظاہر کرتے ہیں۔ اسلامی نہیں۔ مگر میں پوچھتا ہوں۔ اس وقت اس عقیدے کے لحاظ سے ان کا کیا فرض تھا۔ اور انہوں نے کیا کیا۔

### ہم۔ انگریز اور ترک

ہم نے بھی انگریزوں کی مدد کی۔ مگر ہم اپنے مذہبی عقیدے کی رو سے فرض سمجھتے تھے۔ کہ ہم جس حکومت کے ماتحت رہیں۔ اس کی مدد اور اس کی ہمدردی کریں ہم انگریزوں کے ساتھ ہو کر ترکوں سے لڑنے کے لئے گئے۔ مگر خلیفۃ المسلمین سے لڑنے نہ گئے تھے۔ کیونکہ ہم سلطان ٹرکی کو خلیفۃ المسلمین نہیں مانتے۔ ہم اس لئے لڑنے کے لئے گئے۔ کہ ترک ہمارے بادشاہ کے مخالف تھے۔ اور ہم اپنے بادشاہ کے مخالف سے لڑنے گئے تھے۔ پس ہمارا فعل جائز اور شریعت کے مطابق تھا۔

### جنگ کے بعد مسلمانوں کی حالت

مگر جب جنگ کا نتیجہ نکلنے لگا اور صلح ہونے لگی۔ تو وہ لوگ جو نہ صرف ترکوں سے لڑنے کو تیار تھے۔ بلکہ لڑے تھے۔ اور جنہوں نے اپنے خلیفہ کے قائم مقاموں کے سینوں پر گولیاں چلا کر اور ان سے ملک چھین کر انگریزوں کے قبضہ میں دیا تھا بگڑ گئے۔ اور کہنے لگے۔ یہ کیوں کرتے ہو۔ اگر ایسا کرو گے۔ تو یہ ہمارے مذہب میں دست اندازی ہوگی۔ اور اس بات کے لئے انہوں نے انگریزوں کے ملک میں وہ طوفان بے تمیزی برپا کیا۔ کہ اس کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔

### ترکوں سے ہمدردی

اس بارے میں ہمیں بھی ترکوں سے ہمدردی تھی۔ اس لئے کہ ہمارے نزدیک ترکوں سے وہ سلوک نہیں کیا گیا تھا۔ جو دوسرے مفتوحین سے کیا گیا۔ ہمارے نزدیک دوسرے مفتوحوں کے مقابلہ میں ترکوں سے زیادہ سختی کی گئی تھی۔ اور وہ سختی اس لئے تھی۔ کہ ترک مسلمان تھے۔ گو آسٹریا سے بھی سختی کی گئی تھی۔ مگر وہ سختی جو ترکوں سے کی گئی تھی۔ زیادہ تھی کیونکہ آسٹریا کے علاقے آزاد تھے۔ اور آزاد ہونا چاہئے

تھے۔ مگر ترکوں کے ماتحت جو علاقے تھے۔ ان سے نہیں پوچھا گیا تھا۔ کہ تم ترکوں کے ماتحت رہنا چاہتے ہو یا نہیں۔ انہیں انگریزوں۔ اور امریکنوں اور فرانسیسیوں نے جبراً ترکوں سے علیحدہ کر دیا۔ اگر ان علاقوں سے پوچھا جاتا۔ تو ان میں کتنے ہی ترکوں کے ماتحت رہنے کو پسند کرتے۔ جن علاقوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ ان کی سنی نہ گئی۔ پھر آسٹریا کا جو کچھ باقی رکھا گیا وہ آزاد تھا۔ لیکن ترکوں کو جو آزادی دی گئی۔ وہ برائے نام تھی۔ اور چار پانچ طاقتوں کا ان پر تسلط تھا۔ پس ترکوں کے متعلق اس فیصلہ سے مذہبی تعصب کی بو آتی تھی۔ ہم نے فاتحین کے اس فیصلہ کے متعلق اس طریق پر کام کیا۔ اور توجہ دلائی جو رعایا کے لئے ضروری ہے۔ اور جس طرح توجہ دلانا ہمارا حق تھا۔ کہ ترکوں کے ساتھ وہ کیا جائے۔ جو سیاسی طور پر ضروری ہے۔ نہ یہ کہ ان کے ساتھ فیصلہ میں مذہبی تعصب کو دخل دیا جائے۔ بعد میں اس کے مطابق فیصلہ ہوا۔ اور یہ مان لیا گیا۔ کہ پہلے صلح نامے میں سختی تھی۔ اور ضروری تھا۔ کہ اس میں تبدیلی کی جائے۔

### تحریک خلافت کے وقت مشورہ

لیکن باوجود اس کے وہ لوگ ہمیں بزدل اور خوشامدی کہنے لگے۔ جو باوجود ترک سلطان کو اپنا خلیفہ سمجھنے کے اس کے خلاف لڑنے کے لئے گئے تھے۔ اگر ہم ترکوں کے سلطان کو اپنا خلیفہ مان کر اس سے لڑنے جاتے۔ تو یہ ہماری بے غیرتی انگریزوں کی خوشامد اور انگریزوں کے مقابلہ میں بزدلی ہوتی۔ مگر جب یہ بات نہ تھی۔ تو خوشامد اور بزدلی کیسی؟ ہم تو ترکوں کے ساتھ لڑنے کے لئے اسلئے نکلے۔ کہ وہ ہمارے خلیفہ نہ تھے۔ اور ان سے لڑنے میں ہمارے لئے کوئی مذہبی روک نہ تھی۔ مگر غصہ میں انسان سوچتا نہیں۔ اور وہ لوگ جن پر الزام آتا تھا۔ غصہ میں آکر ہمیں الزام دینے لگے۔ اسی غصہ کی حالت میں ایک غلط راستہ اختیار کر لیا گیا۔ ابتدا میں ترکوں کے خلاف فیصلہ کے لئے دو جلسے کئے گئے۔ اور ان دونوں جلسوں میں مجھے بلایا گیا۔ میں جانتا تھا۔ کہ ذاتی طور پر ان جلسوں میں میرا شامل ہونا غیر ضروری ہے۔ کیونکہ جس امر کے متعلق پہلے سے فیصلہ کر لیا جائے۔ اس میں لوگوں کو بلا کر مشورہ کرنے کے معنے بجز اس کے کچھ نہیں۔ کہ لوگوں کو اپنے پیچھے گھسیٹتے پھریں۔ تاہم میں نے حجت قائم کرنیکے لئے ان جلسوں میں دو ٹریکٹ لکھ کر بھیجدیئے۔ جن میں میں نے بتایا۔ کہ جو رو یہ تم اختیار کر رہے ہو۔ اور جس پر اپنے مطالبات کی بنیاد رکھ رہے ہو۔ یہ ترکوں کے لئے مفید نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خطرناک ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ ترکوں کے بادشاہ کو سب مسلمان خلیفہ مانتے ہیں۔ اسلئے ہم ان کی امداد کے لئے کھڑے ہوئے ہیں یہ اصولاً اور واقعتہً غلط تھا۔

### شیعہ اور خلافت ٹرکی

شیعہ ترک سلطان کو خلیفہ نہیں مانتے۔ سات سو سال سے ایرانی حکومت عرب حکومت کے خلاف نبرد آزما رہی ہے۔ اور ۵-۶ سو سال سے کرد اور ترک عرب کو زیر کرنے کی کوشش میں مصروف رہے ہیں اگر ایرانی خلیفہ سمجھتے۔ تو ایسا کیوں کرتے۔ علاوہ ازیں اگر خلافت کا حق مقدم سمجھا جائے۔ تو ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ زیادہ مستحق ہیں۔ کہ ان کو خلیفہ مانا جائے۔ لیکن شیعہ جو ان کو خلیفہ نہیں مانتے وہ سلطان ٹرکی کو کس طرح خلیفہ مان سکتے ہیں۔

### احمدی اور خلافت ٹرکی

پھر ہم لوگ ہیں۔ ہم کسی بھی صورت میں ترک سلطان کو خلیفہ نہیں مان سکتے۔ ہمارے نزدیک خلیفہ وہ ہو سکتا ہے۔ جو اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعودؑ کا متبع ہو۔ اور اس کے سوا کوئی خلیفہ نہیں ہو سکتا۔

### اہلحدیث اور ٹرکی خلافت

اہلحدیث کا یہ مذہب ہے۔ کہ خلیفہ قریش میں سے ہونا چاہیئے۔ ان میں سے جن لوگوں نے شور و ہنگامہ میں خلافت ٹرکی کی تائید میں آواز اٹھائی اور خلافت کو جائز سمجھا۔ وہ ان کے مذہبی عقیدے کے مطابق رائے نہ تھی۔ بلکہ بزدلی اور خود غرضی کے ماتحت رائے تھی۔ علاوہ اس کے سنیوں میں سے بھی اس خیال کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جو ترک سلطان کو خلیفہ تسلیم نہیں کرتے۔ اس لئے میں نے کہا تھا۔ کہ ترکوں کی ہمدردی کی تحریک کی بنیاد ایک ایسی بات پر رکھنا غلطی ہے۔ جس پر سب مسلمان متفق نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اس کی بجائے اس تحریک کو سیاسی طور پر چلایا جائے۔ اور مخالف رائے کو موافق بنایا جائے۔ اور ترکی حکومت کو بحیثیت ایک اسلامی سلطنت کے پیش کیا جائے۔ میری اس بات کو حقارت سے دیکھا گیا۔ یا ظاہر کیا گیا۔ کیونکہ بعض ذی اثر اصحاب نے اپنی پرائیویٹ ملاقاتوں میں میری تجویز کی تعریف کی اور کہا۔ کہ ہونا تو ایسا ہی چاہیئے۔ مگر اب حالات ایسے ہیں۔ کہ ہم عوام کی مخالفت نہیں کر سکتے۔

لیکن جو ہجرت کی تحریک کا نتیجہ ہوا۔ اور بائیکاٹ کی تحریک کا ہوا۔ وہی آخر کار خلافت کا نتیجہ ہوا۔ خلافت کی تحریک کے جوش کے زمانہ میں کہا جاتا تھا۔ کہ نماز کا چھوڑنا زکوٰۃ نہ دینا کوئی بات نہیں۔ مگر جو خلافت کا منکر ہے۔ وہ کافر ہے۔ اور وہ شخص جس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ وہ خلافت کا منجی ہے۔ اور خلافت کو قایم کرنے والا ہے۔ وہ آج خلافت کے متعلق ایسا فعل کرتا ہے۔ جو نہایت شرمناک ہے۔ وہ خلافت کو مٹا کر ہی دم نہیں لیتا۔ بلکہ ایک ایسے ظالمانہ فعل کا مرتکب ہوتا ہے جو بہت ہی شرمناک اور ظالمانہ ہے ٭

### خلیفہ ٹرکی سے ظالمانہ سلوک

وہ نہ صرف خلیفہ کو معزول کرتا ہے۔ بلکہ اس کے خاندان کے بیوی بچوں اور کل افراد کو ملک سے نکال دیتا ہے۔ اور ملک کا داخلہ ان پر بند کر کے ان کو ان کے آبائی وطن میں آنے سے محروم کر دیتا ہے۔ یہ وہ سزا ہے۔ جو چوروں اور ڈاکوؤں کو بھی نہیں دی جاتی۔ چور قید کیا جاتا ہے۔ مگر اس کی نسل کو قید نہیں کیا جاتا۔ اس کی بیوی اور اس کے بچوں کو جلا وطن نہیں کیا جاتا کیونکہ ان کا قصور نہیں ہوتا۔ مگر ترک خلیفہ کے ساتھ یہ سب کچھ کیا جاتا ہے۔ اگر خلیفہ ترکی خلافت کے اہل نہ تھا۔ اگر وہ اپنے افعال کی بنا پر قابل سزا تھا۔ تو یہ کونسا اخلاق کا قانون ہے۔ کہ اس کے اہل کو بھی جلا وطن کر دیا جائے۔ اور ان کی جائدادیں زیر نگرانی کر لی جائیں۔ یہ وہ فعل ہے جو کسی ظالم ترین بادشاہ سے کیا جاتا ہے۔ پھر ایسے شرمناک طریق پر اس کو معزول کیا گیا ہے۔ کہ جس سے افسوس ہوتا ہے۔ یہ نہیں کیا گیا کہ معمولی طور پر خط لکھ دیا ہو کہ آپ

چلے جائیں۔ آپ معزول کر دئے گئے ہیں۔ بلکہ جب وہ تخت پر بیٹھا ہوتا ہے۔ تب اس کو کہا جاتا ہے کہ ملک کی طرف سے حکم ہے۔ کہ تخت سے اتر آؤ۔ یہ کیسی ذلت کا نظارہ ہوگا۔ جو وہاں پیش آیا۔ ایک وقت تھا۔ جب دنیا کو اس کی مدد کے لئے ابھارا جاتا تھا۔ اس بات کا خیال کرکے اس وقت خلیفہ کے دل میں مسلمانوں کی بیس کروڑ تعداد کی وفاداری کا کیا احساس ہوگا۔ جب اسے کہا گیا ہوگا کہ تم تخت سے اُتر آؤ۔ اور دو گھنٹے کے اندر اندر ملک سے باہر نکل جاؤ۔ تم اور تمہاری اولاد بیوی اور خاندان کے دوسرے لوگوں کو اس ملک میں گھسنے کا حکم نہیں ہے۔ اگر کوئی اور سلطنت ہوتی۔ تو مجھے اُمید ہے۔ کہ وہ ایسا بزدلانہ سلوک نہ کرتی۔

## ترکوں کی کارروائی کی وجہ

مگر یہ کیوں ہوا۔ یہ اس لئے ہوا کہ ترکوں کو خیال ہوا کہ خلافت کا مسئلہ سخت پیچیدہ ہو گیا ہے اور کہ اس سے جمہوریت کے خلاف طوفان اٹھایا جا سکتا ہے۔ میرے نزدیک ترکوں کی یہ کارروائی مسلمانوں کے اس جوش کا نتیجہ ہے۔ جو انہوں نے خلافت ٹرکی کے متعلق دکھایا۔ ترکوں کو یہ خیال ہوا۔ کہ اگر خلیفہ اور جمہوریت کا سوال اٹھا۔ تو خلیفہ کے ساتھ لوگوں کو ہمدردی ہوگی۔ اور ہماری حکومت ٹوٹ جائیگی۔ سیاسی طور پر ان کا یہ خیال درست تھا اور ان کو اس خطرہ سے بچنے کے لئے خلافت کا نام و نشان مٹانا ضروری تھا۔ مگر جو غیر شریفانہ سلوک خلیفہ کے ساتھ انہوں نے کیا ہے۔ وہ نہایت ہی قابل افسوس اور قابل نفرت ہے۔ اُمید ہے کہ مسلمانوں کی سمجھ میں اب وہ باتیں آجائینگی۔ جن کو وہ پہلے نہیں سمجھتے تھے۔

میں افسوس سے کہتا ہوں۔ اور اس لئے کہتا ہوں کہ جس مقام پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ اس کے لحاظ سے مجھے کہنے کا حق ہے۔ کہ دیکھو میں نے کہا تھا کہ تم سلطنت ٹرکی کے متعلق ایسا نہ کرو۔ مگر تم نے وہی کیا۔ اب اس کی خوفناک غلطی تم پر ظاہر ہو گئی۔

میں یہ بات کہہ سکتا ہوں۔ اور دوسرا نہیں کہہ سکتا اب بھی وہ راستہ کھُلا ہے۔ جو خدا نے کھولا تھا اس آواز کو سنیں جو خدا کے مامور نے بلند کی اس آواز کے مقابلہ میں کوئی آواز نہیں ٹھہر سکتی۔ اب کوئی خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ جس کی گردن میں مسیح موعود کی اتباع کا جوُا نہ ہو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات حضرت مسیح موعود کو ملے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جذب ہو کر ملے ہیں۔ اب اسی کو خلافت مل سکتی ہے جو مسیح موعود میں ہو کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو۔

## حسین کامی کی ہندوستان میں آمد

جس وقت حسین کامی قادیان میں آیا تھا۔ اس وقت حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ میں کشفی نظر سے دیکھتا ہوں۔ کہ سلطان کے دربار میں یہ کچھ ڈھلے گے ہیں جو نازک وقت پر ٹوٹ جائینگے۔ چنانچہ وہ ٹوٹ گئے اور سلطان کو بھی لے کر غرق ہو گئے۔ یہ کیسی عظیم الشان خبر تھی۔ جو پوری ہوئی۔ اور پندرہ سال کے عرصہ میں متعدد بار پوری ہو چکی ہے۔ پہلے سلطان عبد الحمید خان کے وقت میں پوری ہوئی۔ پھر موجودہ خلیفہ سے پہلے کے وقت میں پوری ہوئی۔ اور اب پھر پوری ہوئی۔ جبکہ خلافت ٹوٹ گئی۔ اور خدا کی بات پوری ہو گئی۔

## سیاست اور ہم

ہمارے متعلق کہا جاتا ہے کہ ایک ایسے گاؤں میں رہنے والے جو سٹیشن سے بھی گیارہ میل دور ہے۔ سیاست کو کیا سمجھ سکتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں۔ دیکھو سٹیشن سے ۱۱ میل پرے رہنے والے کی بات پوری ہوئی۔ اس لئے کہ اس میں صداقت بھری ہوئی تھی۔ سیاست دان بے خبر رہے۔ مگر وہ جسے سیاست سے بے خبر کہا جاتا تھا۔ اس کی بات سچی نکلی۔ اگر اس کی بات مانی جاتی۔ تو آج سیاست دان مُنہ کے بل نہ گرتے۔

## مصائب سے سبق

اب بھی مسلمانوں کے لئے موقعہ موجود ہے۔ کہ سمجھ سے کام لیں۔ اور ٹوٹنے والے تاگوں کی نظیر سے فائدہ اٹھائیں جیسا کہ

ہر بلا کیں قوم راحق دادہ اند ؛ زیر آں گنج کرم بنہادہ اند

## ہندوستان پر دُنیا کی نگاہیں

اسوقت تمام جہان کی نگاہ ہندوستان پر پڑ رہی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آیندہ ترقی کا سامان ہندوستان کی طرف سے ہوگا۔ اس بات کو کوئی ملنے یا نہ ملنے ہندوستان کی طرف توجہ کا ہونا اس بات کو ظاہر کر رہا۔ کہ ہندوستان کو خاص درجہ حاصل ہو رہا ہے۔ دیکھو وہ شخص جو کل تک خلیفہ تھا۔ آج مظلوم ہے۔ اور جس کو سلطان المعظم کہا جاتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ ہم ہندوستان کی آواز کے منتظر ہیں۔ پھر مسٹر گاندھی نے مسٹر محمد علی کو خلافت کے ٹوٹنے پر جو تار دیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ اسلام کا مستقبل مسلمانان ہند کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ ہندوستان کی طرف نگاہیں پڑ رہی ہیں۔ یہ دراصل خدا کی مخفی اُنگلی کام کر رہی ہے۔ اور دنیا کو ہندوستان کی طرف متوجہ کر رہی ہے۔ اس لئے نہیں کہ ہندوستان میں گاندھی اور محمد علی ہیں۔ ان کی طرف دنیا کو لاتے۔ بلکہ اس لئے کہ غلام احمد ہندوستان میں پیدا ہوا ہے۔ اور خدا چاہتا ہے کہ اس کی طرف دنیا کو لائے۔ اور یہ ظاہر کرے کہ دُنیا کی آیندہ نجات کس سے وابستہ ہے۔

یہ قدرت کی آواز امریکہ اور انگلستان کی طرف متوجہ نہیں کرتی۔ جہاں ڈوئی اور پگٹ ہوئے۔ یہ ایران اور شام کی طرف متوجہ نہیں کرتی۔ جہاں باب اور بہاء اللہ ہوئے۔ یہ افریقہ کی طرف نہیں لیجاتی کہ وہاں چارہ کار تلاش کیا جائے۔ بلکہ ہندوستان کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ اس لئے کہ وہ راستباز ہندوستان میں آیا۔ جس سے دنیا کی آیندہ ترقی وابستہ ہے۔

## حق کی طرف لانیوالے بظاہر غیر متعلق اسباب

یہ جمعہ کا خطبہ ہے۔ میں اسکو لمبا کرنا نہیں چاہتا۔ مگر یہ میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ [illegible] جب وہ کسی طرف دُنیا کی توجہ پھیرنی چاہتا ہے۔ تو اس کے لئے غیر معمولی اور غیر متعلق سامان پیدا کر دیتا ہے۔ اب جہاں سیاسی امور کی وجہ سے ہندوستان پر نظر پڑ رہی

م۔ مولوی روم نے کہا ہے۔

ہے ۔ اسی طرح ہندوستان کو لوگوں کی نظروں میں لانے کے لئے اور سامان بھی کر دئے گئے ہیں کیونکہ دنیا میں بے شمار لوگ ایسے ہیں ۔ جو مذہب پر براہ راست متوجہ ہونے کے لئے تیار نہیں ہوتے ۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ہندوستان میں ٹیگور کو پیدا کیا کہ لٹریچر سے مذاق رکھنے والے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوں ۔ اور اس طرح ٹیگور مسیح موعود کی طرف لوگوں کو لانے کا ایک ذریعہ ہو گیا ۔ پھر خدا کے نبی سائنس کے مسائل حل کرنے کے لئے نہیں آتے ۔ مگر اس زمانہ میں چونکہ سائنس کی طرف دنیا متوجہ ہے ۔ اسلئے خدا نے ہندوستان میں بوس کو پیدا کیا ۔ جس نے اپنے انکشافات سے ہندوستان کو دنیا کی نظر میں ممتاز کر دیا ۔ اور یہ اس لئے ہوا ۔ کہ وہ لوگ جن کو سائنس سے لگاؤ ہے ۔ وہ اسی ذریعہ سے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوں ۔ اور اس طرح یہ ذرائع اختیار کر کے خدا تعالیٰ نے دنیا کو مسیح موعود کے پاس لا کھڑا کیا ہے ۔ اور یہ سامان اس لئے ہو رہے ہیں کہ دنیا کو معلوم ہو جائے ۔ کہ دنیا کی آئندہ مصلح قوم ہندوستان میں ہی ہو گی ۔ اور دنیا کا ہادی ہندوستان میں آیا ہے ۔ اور وہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ۔

## حق کھلنے پر قبول کرنا بزدلی نہیں

اب بھی مجھے امید ہے ۔ کہ ہمارے بھائی اگر غور کریں تو ٹھوکر سے بچ سکتے ہیں ۔ اور اس بات پر غور کر کے اسلام کو ہلاکت سے بچائیں ۔ کیونکہ حق کے قبول کرنے میں شرم نہیں ہوتی ۔ نہ بزدلی ہوتی ہے ۔ بزدل وہ شخص ہوتا ہے ۔ جو حق کو پا کر قبول نہ کرے ۔ اگر وہ ۲۰ ۔ ۳۰ سال تک مخالفت کرتے رہے ہیں ۔ اور اب ان کی سمجھ میں حق آ گیا ہے تو اسے تسلیم کرنے میں کوئی عیب نہیں ۔ اب بھی [illegible] اپنے بھائی مسلمانوں اور دیگر اہل وطن کو کہتا ہوں ۔ کہ وہ خدا کی آواز کو سنیں ۔ خدا نے جو ہاتھ بڑھایا ہے ۔ اس کو پکڑ لیں ۔ خدا کے پیغام کو معمولی نہ سمجھیں ۔ اور خدا کے ہو کر اور خدا میں ہو کر زندگی بسر کریں ۔

# مذہبی سکھوں کا قبول اسلام

## اور مولوی ثناء اللہ صاحب

جیسا کہ ہم گذشتہ پرچہ میں لکھ چکے ہیں ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی قدیم عادت کے مطابق مذہبی سکھوں کے مسلمان ہونے کی خبر کو بے اعتمادی کی نظر سے دیکھا ہے ۔ اور نہایت بے ہودہ طریق سے اس کا ذکر کیا ہے ۔ چنانچہ لکھا ہے :-

"حدیث کے راویوں میں بعض راوی ایسے ہیں جن کے نام ہی سے حدیث کی پہچان ہو جاتی ہے ۔ زیادہ کتب بینی کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ جیسے جابر جعفی یا ابن لہیعہ انکے حالات علماء اور طلباء کو ایسے ازبر ہیں کہ حدیث میں ان کا نام آتے ہی حدیث کی کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اسی طرح حدیث قادیان کی بابت نہیں بلکہ کل واقفانِ حال کو خوب معلوم ہے ۔ کہ جس روایت کی راوی قادیانی اُمت ہو ۔ سنتے ہی علم ہو سکتا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ۔ خاصکر ان کی اشاعت اسلام کی کیفیت تو کچھ نہ پوچھئے ۔ جوں مار کر شیر بناتے ہیں جس کی مثال آج پیش ہے "

جو شخص گھر بیٹھے یہ فیصلہ کر چکا ہو ۔ اور جس کی آنکھوں پر عداوت اور بغض کی پٹی بندھی ہو ۔ اس کے متعلق تو یہ توقع رکھنا کہ ہمارے متعلق کوئی کلمہ خیر اسکے منہ سے نکل سکتا ہے ۔ بالکل فضول ہے ۔ جھوٹی اور بے بنیاد روایات اخبار میں شائع کرنے کے بانی تو خود ایڈیٹر صاحب اہلحدیث ہیں ۔ جیسا کہ ہم انکی متعدد غلط بیانیوں اور دروغ بافیوں کو ظاہر کر چکے ہیں مگر الزام وہ ہم پر لگاتے ہیں ۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھتے ہیں :-

"کسی غیر مسلم قوم کا مرزائیوں کے ہاتھ سے مسلمان ہونا بلکہ مسلمان ہو کر [illegible] کو [illegible] غیر مسلم رہنے سے اچھا ہے "

مگر یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں [illegible] ذریعہ ایک ایک شخص کا اسلام میں داخل ہونا آپ لوگوں کو ندامت اور شرمندگی کے گڑھے میں گرانے کا باعث بنتا ہے ۔ اور آپکے اسلام کی بے ننگی ظاہر کرتا ہے ۔ ایسی صورت میں کس طرح ممکن ہے کہ ہمارے ذریعہ کسی غیر مذہب کے شخص کا مسلمان ہونا آپ کو اچھا لگے ۔

لیکن اگر یہ درست ہے ۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ان لوگوں کے خلاف تو اتنا جوش دکھاتے ہیں ۔ جن کے متعلق خود آپ کو اقرار ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ کر رہے ہیں ۔ لیکن جو بالکل جوں بھی نہیں مارتے انکو آپ کچھ نہیں کہتے ۔ جب تک کہ آپ ہمارے مقابلہ میں کوئی نظیر پیش کر کے دکھا نیوالوں کی پیش نہ کریں ۔ اسوقت تک ہماری تبلیغی کوششوں کے نتائج پر پردہ ڈالنے اور ان کی وقعت کم کرنے کی کوشش کرنے سے آپ کو شرم کرنی چاہیئے ۔

نیچے ہم آپ کے سوالات کے مختصر جواب لکھے جاتے ہیں اگر [illegible] ... شائبہ موجود ہے تو حسب وعدہ اپنے اخبار میں شائع کر دیجئے ۔

(۱) سردار خزان سنگھ صاحب کے سر پر لمبے بال بدستور ہیں لیکن ہمارے نزدیک اسلام کے رو سے لمبے بال رکھنا منع نہیں ۔ اگر بال کٹانا مسلمان بننے کے لئے ضروری ہے تو پہلے آپ ان ہزاروں مسلمانوں کے سروں پر سے لمبے بال کٹوائیں جنہوں نے رکھے ہوئے ہیں ۔ خصوصاً سندھ کے علاقہ میں ۔

(۲) مسجد نور میں گرنتھ صاحب بھی تھا اور قرآن مجید بھی ۔

(۳) اللہ اکبر کے نعرے بھی لگائے جاتے تھے اور "ست سری اکال" کے بھی ۔ اور "ست سری اکال" ایک موحدانہ کلمہ ہے ۔ جس کے معنے ہیں "الحق الاکبر" "الحی القیوم" یہ نعرہ لگانے میں کیا حرج ہے (۴) اس سوال کا جواب تیسرے سوال میں آ چکا ہے ۔

(۵) اگر احمدیوں نے بھی ست سری اکال کا نعرہ لگایا تو اس میں کیا ہرج ہے ۔ مگر واقعہ یہ نہیں ہے (۶) سردار خزان سنگھ صاحب اور ان کے ساتھی احمدیوں کے ہاتھ کا پکا ہوا کھاتے ہیں ۔ اور احمدی ان کے ہاتھ کا (۷) سردار خزان سنگھ صاحب بذات خود اور ان کے ساتھی روزانہ مسجد مبارک میں نماز پڑھتے ہیں ۔ نماز جمعہ میں ارد گرد کے نو مسلم بھی شامل ہوتے ہیں اور ان کی مستورات بھی (۸) نو مسلموں میں سے بعض کے نام بدلے گئے ہیں ۔ اور بعض مصالح کے ماتحت ابھی اکثر کے نہیں رکھے گئے ہر ایک نو مسلم کا نام بدلنا مفروض ہے ۔ اگر ہے تو اس کا ثبوت قرآن کریم اور صحیح احادیث سے مطلوب ہے ۔ جس میں صراحتاً بتایا گیا ہو کہ ہر ایک نو مسلم کا نام بدلنا چاہیئے ۔ اور پھر رسول کریم [illegible] اسلام قبول کیا [illegible] نام بدلے گئے [illegible]

# علاقہ ارتداد میں غیر احمدی علماء کی مذبوحی حرکات

## فرخ آباد میں احمدیوں کے خلاف جلسہ

ہمارے ایک مبلغ مقیم فرخ آباد لکھتے ہیں۔ ۲۱ تا ۲۵ فروری ۱۹۲۴ء کو فرخ آباد میں مسلمان کہلانے والوں کا ایک جلسہ ہوا۔ جس کے مہتمم مولوی آل نبی صاحب تھے۔ یہ صاحب احمدیوں کے سخت دشمن ہیں۔ انہوں نے شہر میں مشہور کر دیا۔ کہ جلسہ کے موقعہ پر احمدیوں کے ساتھ مباحثہ ہوگا۔ اور اس کے علاوہ ایک اشتہار بھی شائع کیا۔ جس میں لکھا۔ کہ جلسہ پر قادیانی بھیڑیوں کے فتنہ کو فرو کیا جائیگا۔ اس پر جب ہمارے مبلغین نے دریافت کیا۔ کہ آیا آپ ہمارے ساتھ مباحثہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو جواب ملا کہ ”ہمارے جلسہ کا مقصد تبلیغ اسلام و تردید جملہ مذاہب باطلہ اور مذہب احمدیہ خصوصاً ہوگا۔ بعد اختتام جلسہ باقاعدہ درخواست آنے پر ہم دماغ سوزی کو اگر کے تم کو موقعہ دے سکتے ہیں“

۲۱ر فروری کو جلسہ شروع ہوا۔ پہلے مولوی آل نبی صاحب نے کہا کہ یہ جلسہ قادیانی (احمدی) بھیڑیوں کیلئے کیا گیا ہے۔ اور ہمارے دو مبلغ جو اس جلسہ میں بیٹھے تھے۔ انکی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے جس نے قادیانی بھیڑیئے نہ دیکھے ہوں۔ وہ ان دو شخصوں کو دیکھ لے۔ اس کے بعد صدر حفیظ الرحمن صاحب نے بھی جلسہ کی غرض بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس کی غرض قادیانیوں (احمدیوں) کی تردید کرنا ہے“

اس قدر گل ریزی کے بعد کاروائی جلسہ زیر صدارت مولوی نثار احمد امیر کراچی کانپوری شروع ہوئی۔ مولوی آل نبی صاحب نے پہلے ایک مقامی انجمن رفیق الاسلام کو چند بے نقط سنائیں۔ اس کے بعد بقول ”آمدم بر سر مطلب“ روئے سخن احمدیوں کیطرف کر کے کہنے لگے ”قادیانی (احمدی) کذاب۔ مکار۔ کافر۔ بھیڑیے۔ بے ایمان۔ مردود ہیں وغیرہ وغیرہ۔ میں اپنی ساری عمر انہیں کیلئے وقف کر دونگا۔ اپنے ہاتھوں سے میں ان کا خون بہا دوں گا۔ اور ان کو فرخ آباد کے تمام ہندوستان سے نکال دونگا۔ لوگوں کو اشتعال دلایا کہ احمدیوں کو مار اپیٹا جاوے۔ شام کو جب جلسہ برخواست ہوا۔ تو اہل ہنود میں سے ایک معزز صاحب جو پہلے ایک ممتاز عہدے پر مامور رہ چکے ہیں۔ ہمارے مبلغین سے کہنے لگے۔ آج جس قدر تمہاری دل آزاری کی گئی ہے۔ مجھے اس سے بہت صدمہ ہوا۔ مولوی آل نبی صاحب نے نہ ہی اخلاق فاضلہ سے کام لیا۔ اور نہ ہی اداب مجلس کی پرواکی۔ میں اب جلسہ میں ہرگز نہ جاؤنگا۔ وہ لوگ انسانیت سے باہر ہیں“

پھر رات کے وقت مولوی محمد یعقوب صاحب مونگھیری نے تقریر کی۔ اور اپنا سارا وقت ہمارے پیارے آقا حضرت مسیح موعود (فداہ امی و ابی) اور آپ کی پاک جماعت پر ناجائز حملوں میں صرف کیا۔ لوگوں کو احمدیوں کے خلاف اشتعال دلانے کی بہت کوشش کی۔

اسکے بعد پھر وہی مولوی آل نبی صاحب کھڑے ہوئے اور حسب عادت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف زہر اگلنا شروع کیا۔ اس کے بعد مولوی عبدالماجد صاحب اٹھے۔ انکی تقریر ”اعجاز القرآن“ کے متعلق تھی۔ مگر انہوں نے بھی اپنی تقریر کے اخیر میں احمدیت کی مخالفت میں کچھ الفاظ کہے۔ اسکے بعد صدر جلسہ مولوی نثار احمد صاحب خود کھڑے ہوئے۔ انہوں نے پہلے بعض سیاسی معاملات کے متعلق تقریر کی۔ اور اخیر میں احمدیت کے خلاف بیہودہ سرائی کی ۔

مولوی محمد علی صاحب مونگھیری کے پوتے فضل احمد صاحب نے اور بعد میں مولوی محمد ادریس صاحب کاندہلوی نے سلسلہ عالیہ احمدیہ پر بہت ناجائز حملے کئے۔ اور کہا کہ ”میدان ارتداد میں سب سے پہلے دیوبندی علماء پہونچے۔ تو انکے پیچھے پیچھے قادیانی (احمدی) بھیڑیے بھی آگئے۔ دیوبندی شیر تھے۔ اسلئے انہوں نے (انسداد ارتداد کی) پروا نہ کی۔ قادیانی بھیڑیے بھوکے تھے۔ انہوں نے شدھی کے مردار پر دانت مارنے شروع کر دیئے۔“ اس قسم کی باتیں بنا کر اس بات پر زور دیا۔ کہ قادیانیوں کا بائیکاٹ کرو۔ چندہ دن سے لین دین ترک کرو۔ مگر ان احمدیوں کے ساتھ نہ کرو۔ آخر میں کہا کہ میں سخت گنہگار ہوں۔ مگر شاید ایسے دجال (مسیح موعود نعوذ باللہ) کو برا کہنے سے بخشا جاؤں۔ اس کے بعد مولوی نثار احمد صاحب نے اپنی اختتامی تقریر میں کہا:۔ ”میں قادیانیوں کو بے ایمان سمجھتا ہوں“

مولوی محمد ادریس صاحب نے تقریر ختم نبوت کے مسئلہ پر کرتے ہوئے احمدیت کے خلاف زہر اگلا۔ تقریر کے خاتمہ پر ہماری طرف سے جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل نے کچھ سوالات کرنے کی اجازت مانگی تو مولوی آل نبی اور ایک شخص مسمی جمعہ خاں نے شور مچا دیا۔ اور اسطرح تمام مجمع میں ایک طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا۔ آخر ایک شخص حفیظ الرحمن صاحب سے لوگ کہنے لگے کہ یہ کونسی آپکی بات ہے جو تمام لوگ اس قدر شور مچا رہے ہو۔ اس پر ذرا سکوت ہوا۔ تو صاحب صدر جلسہ نے ہمارے مولوی صاحب کو اپنے پاس بلا کر کہا۔ کہ اس وقت جلسہ میں آپ کو سوال کرنے کی اجازت نہیں۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ اگر ہمیں سوال کرنیکی اجازت نہیں تو پھر ہمارے خلاف کیوں کہا جاتا ہے۔ صدر نے جواب دیا۔ کہ یہ ہمارے مولویوں کی غلطی ہے۔ مولوی صاحب نے کہا۔ کہ اچھا! تو آپ کھڑے ہو کر اس بات کا اعلان کریں۔ چنانچہ صدر جلسہ اعلان کرنے کو تھے۔ کہ مولوی آل نبی نے روک دیا اس پر ہمارے دوست وہاں سے چلنے لگے۔ تو جمعہ خاں اور دوسرے لوگ ان پر حملہ کرنے کے لئے جھپٹے۔ مگر بعض دیگر شرفا نے انہیں روک دیا۔

غیر احمدی علماء کی متواتر چار روز کی اشتعال انگیز تقریروں کا یہ نتیجہ نکلا ہے۔ کہ ایک روز چند بدمعاشوں نے ہمارے مبلغین کے مکان پر آکر دھوکے سے انہیں نیچے بلایا۔ اور جب دو دوست ان کی بات سننے کے لئے نیچے اترے۔ تو انہیں زد و کوب کر کے بھاگ گئے۔ دوسرے روز ہمارے ایک مبلغ سائیکل پر کسی گاؤں کو جا رہے تھے۔ ان کا تعاقب کیا گیا۔

خاکسار عبداللہ خاں عفی اللہ عنہ امیر المجاہدین احمدیہ [illegible] التبلیغ آگرہ

## ضرورت استاد

ایک ایس۔ وی اور ایک جے۔ وی استاد کی فوری ضرورت ہے۔ اس سے پہلے اعلان کیا گیا تھا۔ مگر جسقدر درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ وہ مطلوبہ اسامی کیلئے کارآمد نہیں۔

(زین العابدین۔ ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

# تحریک چالیس ہزار

اس وقت تک جو فہرستیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان کی میزان ۰ - ۱۳ - ۱۰۶۳۹ ہے۔ اور ذیل میں فہرست جو دی جاتی ہے۔ اس کی میزان ۹ - ۸ - ۲۴۶۹ ہے۔ کل رقم ۹ - ۵ - ۱۳۱۰۸ ہوئی ہے۔ یہ تو وعدوں کی میزان ہے۔ اب ذیل میں پہلے نقد وصول شدہ کی فہرست دی جاتی ہے۔ اس کے بعد وعدوں کی فہرست۔ شائع شدہ وصولی کی میزان ۰ - ۱ - ۳۵۴۷ اور اس رقم کی میزان ۳ - ۱۳ - ۱۷۴ ۳ - ۱۲ - ۳۷۲۱ ہوتی ہے۔

## تفصیل وصولی رقم

| نام | رقم |
|---|---|
| جماعت امرتسر | ۰ - ۸ - ۳۰۶ |
| جماعت انجولی | ۰ - ۸ - ۱۱ |
| جماعت چک ۱۵ ع | ۰ - ۱۵ - ۳ |
| ملک عطاء اللہ صاحب نصیر آباد | ۰ - ۰ - ۱۵ |
| جماعت کیمبل پور | ۰ - ۰ - ۴۰ |
| جماعت دہلی از محمد نسیم صاحب بی۔اے | ۰ - ۰ - ۴ |

(آپ برائے مہربانی سیکرٹری صاحب دہلی سے ضرور ملیں)

| نام | رقم |
|---|---|
| جماعت بھوپال | ۰ - ۰ - ۱۲ |
| جماعت خوشاب | ۰ - ۰ - ۳۰ |
| جماعت قادیان | ۳ - ۵ - ۶ |
| جماعت گوجرانوالہ | ۰ - ۸ - ۹۳ |
| جماعت کانپور | ۰ - ۰ - ۱۱ |
| جماعت کوٹ قیصرانی | ۰ - ۰ - ۱۳ |
| جماعت ڈیرہ غازیخاں | ۰ - ۰ - ۱۲ |
| جماعت تہال | ۰ - ۰ - ۳۰ |
| بابو فقیر علی صاحب سہل | ۰ - ۰ - ۱۰ |
| میزان | ۳ - ۱۳ - ۳۱۷ |

اب ذیل میں فہرست وعدہ درج کی جاتی ہے

### جماعت چک ۴۶ ع لکھیوا

| نام | رقم |
|---|---|
| چوہدری فضل داد صاحب سیکرٹری | ۰ - ۰ - ۴۰ |
| میاں مروڑا صاحب | ۰ - ۰ - ۸ |
| میاں حیات صاحب | ۰ - ۰ - ۸ |
| میاں محمد رمضان صاحب | ۰ - ۰ - ۶ |
| چوہدری نواب صاحب | ۰ - ۰ - ۲ |
| چوہدری مولا بخش صاحب | ۰ - ۰ - ۲ |
| میاں حیات صاحب | ۰ - ۸ - ۰ |
| میاں فخرالدین صاحب | ۰ - ۰ - ۲ |
| چوہدری شیر محمد صاحب | ۰ - ۰ - ۴ |
| میاں جعفر صاحب | ۰ - ۰ - ۸ |
| حکیم غلام فرید صاحب | ۰ - ۰ - ۲۵ |
| میاں محمد قاسم صاحب | ۰ - ۰ - ۱ |
| فتح دین صاحب | ۰ - ۰ - ۲ |
| میزان | ۰ - ۸ - ۱۰۸ |

### جماعت قادیان

| نام | رقم |
|---|---|
| ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نور ہاسپٹل قادیان | ۰ - ۰ - ۲۹ |
| منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل | ۰ - ۰ - ۱۵ |
| منشی مہر محمد خانصاحب اسسٹنٹ الفضل | ۰ - ۰ - ۱۲ |
| منشی دین محمد صاحب کاتب | ۰ - ۰ - ۱۰ |
| ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم | ۰ - ۰ - ۱۵ |
| منشی محمد حسین صاحب کاتب الفضل | ۰ - ۰ - ۱۵ |
| میزان | ۹۶ |

### جماعت جلال پور جٹاں

| نام | رقم |
|---|---|
| منشی نذیر احمد صاحب گرداور | ۰ - ۰ - ۲۰ |
| محمد صدیق صاحب سیکرٹری | ۰ - ۰ - ۶ |
| مولوی فتح الدین صاحب | ۰ - ۰ - ۱۲ |
| میاں محمد اقبال صاحب | ۰ - ۰ - ۳ |
| میزان | ۰ - ۰ - ۴۱ |

### جماعت احمد نگر

| نام | رقم |
|---|---|
| منشی ضیاء اللہ صاحب | ۳ - ۵ - ۱۳ |
| منشی غلام حسین صاحب پٹواری تنخواہ | ۹ - ۱۰ - ۷ |
| " " از اراضی | ۰ - ۰ - ۹ |
| میزان | ۰ - ۰ - ۳۰ |

### جماعت کھمانہ بستی دریام

| نام | رقم |
|---|---|
| پیر حاجی محمد صاحب | ۰ - ۰ - ۱۰ |
| ہر سمند خاں صاحب | ۰ - ۰ - ۵ |
| محمد نواب خاں صاحب | ۰ - ۰ - ۵ |
| میزان | ۰ - ۰ - ۲۰ |

### جماعت صوبو ڈیرہ

| نام | رقم |
|---|---|
| میر امام بخش صاحب | ۰ - ۰ - ۱۵ |
| محمد ابراہیم صاحب | ۰ - ۰ - ۲ |
| دریا خاں صاحب | ۰ - ۰ - ۴ |
| محمد الیاس صاحب | ۰ - ۰ - ۲ |
| پیر بخش صاحب | ۰ - ۰ - ۴ |
| جمن شاہ صاحب | ۰ - ۸ - ۱ |
| امیر بخش صاحب | ۰ - ۰ - ۳ |
| محمد بخش صاحب | ۰ - ۰ - ۲ |
| فیض محمد صاحب | ۰ - ۰ - ۲ |
| محمد صیقل صاحب | ۰ - ۰ - ۱ |
| کریم بخش صاحب | ۰ - ۰ - ۱۰ |
| جمعہ صاحب | ۰ - ۰ - ۱ |
| علی بخش صاحب | ۰ - ۶ - ۳ |
| میر مرید احمد خانصاحب | ۰ - ۰ - ۲۵ |
| نور احمد صاحب | ۰ - ۰ - ۱۰ |
| ممتاز بیگم اہلیہ میر مرید احمد خانصاحب | ۰ - ۰ - ۱۰ |
| انعام الٰہی صاحبہ | ۰ - ۰ - ۵ |
| برکات فاطمہ | ۰ - ۰ - ۵ |
| جٹھیاں | ۰ - ۰ - ۲ |
| | ۰ - ۱۴ - ۲۴۲ |

### جماعت صرنیچ

| نام | رقم |
|---|---|
| مولوی عمرالدین صاحب | ۰ - ۰ - ۲۰ |
| اہلیہ " " | ۰ - ۰ - ۵ |
| دختر کلاں " " | ۰ - ۰ - ۱۷ |
| میزان | ۰ - ۰ - ۴۲ |

### جماعت پھلروں

| نام | رقم |
|---|---|
| منشی محمد عظیم صاحب چٹھی رساں | ۳ - ۵ - ۵ |
| منشی رحیم علی صاحب | ۰ - ۵ - ۴ |
| میزان | ۳ - ۱۰ - ۹ |

### جماعت شاہجہانپور

| نام | رقم |
|---|---|
| حافظ سخاوت علی صاحب | ۰ - ۰ - ۱۵ |
| چوہدری عبدالکریم صاحب انسپکٹر | ۰ - ۰ - ۳۰ |
| منشی محمد امین خانصاحب | ۰ - ۰ - ۲۵ |
| عزیز اللہ خانصاحب اثر | ۰ - ۰ - ۱۵ |
| کرم علی خانصاحب | ۰ - ۰ - ۱۰ |
| حافظ مختار احمد صاحب | ۰ - ۰ - ۵ |
| الطاف خانصاحب | ۰ - ۰ - ۳ |
| امام علی خاں صاحب | ۰ - ۰ - ۲ |
| ننھو خاں صاحب | ۰ - ۰ - ۲ |
| صوفی عبدالرحمٰن صاحب | ۰ - ۰ - ۳ |
| حافظ محمد نذیر صاحب | ۰ - ۰ - ۵ |
| مولوی اسید علی صاحب | ۰ - ۰ - ۲ |
| عبدالباسط صاحب | ۰ - ۰ - ۵ |
| اہلیہ قاسم میاں صاحب | ۰ - ۰ - ۲ |
| والدہ حافظ سخاوت علیصاحب | ۰ - ۰ - ۱ |
| عبدالعزیز خاں صاحب | ۰ - ۰ - ۷ |
| میاں محمد قاسم میاں صاحب | ۰ - ۰ - ۴ |
| میاں محمد احمد صاحب | ۰ - ۰ - ۴ |
| حاجی عبدالکریم صاحب مبلغ مصر | ۰ - ۰ - ۳۰ |
| میزان | ۰ - ۰ - ۱۷۰ |

| نام | رقم |
|---|---|
| جماعت راج پورہ ریاست پٹیالہ | ۰ - ۰ - ۸۰ |

تفصیل نہیں ملی۔

| نام | رقم |
|---|---|
| شیخ محمد حسین صاحب خان بہادر پنشنر جج علی گڑھ | ۰ - ۰ - ۱۰۰ |

### جماعت سہارنپور

| نام | رقم |
|---|---|
| منشی عبدالرشید صاحب سہارنپور | ۰ - ۰ - ۲۰ |
| منشی عبدالعزیز صاحب | ۳ - ۱۳ - ۱۰ |
| مولوی حبیب احمد صاحب | ۰ - ۰ - ۱۰ |
| منشی علاءالدین صاحب | ۹ - ۱۰ - ۶ |
| میاں محمد سبحان بخش صاحب | ۰ - ۰ - ۳ |
| میاں اسمٰعیل خیر بہادر | ۰ - ۰ - ۲ |
| میاں چھوٹا صاحب | ۰ - ۰ - ۲ |
| میاں اسماعیل صاحب پسر مولا بخش | ۰ - ۰ - [illegible] |
| میزان | ۰ - ۸ - ۱۵۵ |

# اخبار الفضل سلسلہ احمدیہ کا مسلمہ آرگن ہے

## ہفتہ میں دو بار

### قیمت سالانہ سات روپیہ

ایک مانی ہوئی بات ہے۔ کہ اخبار الفضل جماعت احمدیہ کا آرگن ہے۔ اور خدا کے فضل سے اسے ایسا امتیاز حاصل ہے۔ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے خطبات جمعہ وعیدین ونکاح وتقاریر وکلمات طیبات بالالتزام شائع کرتا ہے اور یہی وہ اخبار ہے۔ جس میں مبلغین ہند وانگلستان وامریکہ و ماریشس وغیرہم کی رپورٹیں چھپتی ہیں اور جس کے ذریعہ مجاہدین ملکانہ کی کارگزاریاں جماعت میں پہنچتی ہیں۔ پس آپ خود سمجھ سکتے ہیں۔ کہ

**اس اخبار کی توسیع اشاعت کس قدر اہم وضروری ہے**

کیونکہ الفضل کی جتنی اشاعت بڑھے گی۔ اتنا ہی فرض ادا ہو گا۔ اور سلسلہ احمدیہ ترقی کرے گا۔ پس کیا یہ آپ کا فرض نہیں۔ کہ

**آپ خریدار الفضل بنیں**

اگر آپ پہلے سے خریدار ہیں۔ تو

**اپنے کسی بھائی یا دوست کو الفضل کا خریدار بنائیں**

تو آپنے ماہوار کوئی بڑی بات نہیں۔ جو دوست اس کار خیر میں حصہ لینگے۔ ان کے نام نامی اخبار میں شکریہ کے ساتھ چھاپے جائینگے ؛

**ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان**

# زمانہ پلٹ گیا

آئیں کدھر ہیں آج قدرداں کمال کے
کاغذ پہ رکھدیا ہے کلیجہ نکال کے

(تجربات نورانی یعنی طب انسانی) ایک ایسی مکمل کتاب ہے۔ اور جامع مانع کتاب ہے۔ جو برسوں کی عرقریزی اور قلمی نسخہ جات کی چھان بین کے بعد آنکھوں کا تیل نکال کے تالیف ہوئی ہے۔ اسمیں طب یونانی کے سمندر کو گویا کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ کتاب کیا ہے گویا طبقہ حکما کی ایک انجمن ہے۔ جو آپ کو ہر وقت ہر مرض کا مفید مشورہ بلا فیس دینے کیلئے تیار ہے حکیم ڈاکٹر وید سب اسی طب یونانی کے خوشہ چیں ہیں۔ جو دنیا بھر کے علوم وفنون کیلئے سرمایہ حیات مانی جا چکی ہے۔ پس اگر آپ اپنی اور اپنے خویش و اقارب کی زندگی بآرام وعافیت گذارنا چاہیں۔ تو آج ہی ایک جلد کتاب مذکور کی طلب فرمادیں۔ جسمیں سینکڑوں ایسے مجرب المجرب نسخہ جات درج ہیں۔ جو ہزار روپیہ خرچ کرنے پر بھی آپ کو کسی دوسری جگہ سے نہیں مل سکیں گے۔ قدیم جدید سہل وپیچیدہ امراض کے آسان ترین داخلی خارجی مخفیہ وصدریہ علاج آپ کو اس کتاب سے ملیں گے۔ جنپر عمل کرنے سے انسان واقعی تندرست انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ کتاب مجلد حجم ۴۰۴ صفحات درجہ اوّل للعہ درجہ دوم ۸ر بلا جلد ۲ ؎ ۔

**ملنے کا پتہ**

**حکیم نور محمد ولد حکیم مولوی فضل احمد صاحب مالک شفاخانہ نور صحت کشمیری بازار لاہور**

# کتب خانہ نورانی لاہور کشمیری بازار سے

قرآن شریف وحمائل شریف ہر قسم کی کتب تفاسیر احادیث فقہ صرف نحو منطق حکمت۔ آداب اخلاق لغت۔ دیوان کلیات وغیرہ وغیرہ مل سکتی ہیں۔ ملنے کا پتہ

(محمد شفیع وحکیم نور محمد لاہور کشمیری بازار)

# لوگ موتیوں کے سرمہ کو پسند کرتے ہیں

اسلئے کہ یہ ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش چشم۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا دھند۔ پڑبال۔ غبار۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضکہ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کیلئے اکسیر ہے۔ اس کے لگاتار استعمال سے عینک کی حاجت نہیں رہتی قیمت فی تولہ ۱ؔ علاوہ محصولڈاک جو سال بھر کے لئے کافی ہے۔ نمونۃً یہاں کیلئے تازہ شہادت ملاحظہ ہو۔

ایک ڈپٹی کمشنر کی شہادت :- جناب خان بہادر میرزا سلطان احمد خانصاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر اوکاڑہ سے لکھتے ہیں۔ کہ ایک آنکھوں کے مریض کو جسکی بصارت میں دن بدن کمی اور دھند بڑھتی جاتی تھی سرمہ دیا۔ چند روز کے استعمال کے بعد اس نے مجھے شکریہ سے کہا۔ کہ اس سرمہ کے استعمال سے میری آنکھوں میں ٹھنڈک اور نظر میں تیزی ہے۔ میں بغرض افادہ عام یہ نوٹ اشاعت اخبار کیلئے خدمت میں بھیجتا ہوں۔ تاکہ اور لوگ بھی اس سے مستفیض ہو سکیں۔ ملنے کا پتہ

مینیجر اخبار نور۔ کارخانہ موتیوں کا سرمہ قادیان ضلع گورداسپور

# اکسیر البدن گولیاں تیار ہوگئی ہیں

کیا آپ اپنی طاقت اور قوت محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ اور کمزور شدہ قوا کو مضبوط کرنا مقصود ہے اور کمر درد کی تکلیف سے امن منظور ہے۔ دل ودماغ کو روزانہ محنت کی تکلیف سے امن میں رکھ کر دل بدن مضبوط کرنے کی خواہش ہے۔ اگر اپنی قوت کو ترقی دینی ہو۔ تو اکسیر البدن گولیاں استعمال فرمادیں۔ انشاء اللہ سب طاقتوں کو مفید وبابرکت ہوگی ؛

قیمت پچاس گولی ۱؎ روپیہ

**المشتہر**

**عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان ضلع گورداسپور**

# مختصر خبریں

ٹریسٹ ۱۳ر مارچ۔ افواہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسلمین" کا ارادہ ہے۔ کہ اٹلی یا فرانس میں قیام کریں ایک ملاقات کے دوران میں آپ نے کہا۔ خلیفہ کے مستقر کے مسئلہ کا فیصلہ مجوزہ مجلس اسلامیہ میں کیا جائے گا۔ جب تک اس امر کا فیصلہ نہیں ہوگا۔ میں سوئٹزرلینڈ میں قیام کروں گا۔

لنڈن ۱۲ر مارچ ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار رقمطراز ہے۔ کہ تمام مذاہب و ادیان کے خلاف جو جہاد مملکت ترکی میں جاری ہے۔ اس کی پشت و پناہ ایک بین الاقوامی بولشویک جماعت ہے۔ جس کی شاخیں دور دور پھیلی ہوئی ہیں۔ ممکن ہے۔ کہ یہی جماعت ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنے عیارانہ پروپیگنڈا سے تباہ کرے

بوڈاپسٹ ۱۳ر مارچ۔ آج خاندان عثمانیہ کے تین شہزادے اپنے اہل و عیال کی معیت میں قسطنطنیہ سے یہاں آگئے ہیں۔ شہزادہ عبدالقادر نے جو سلطان عبدالمجید خاں کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ اعلان کیا ہے۔ کہ آپ ہنگری میں قیام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

یروشلم ۱۳ر مارچ۔ مندوبین فلسطین نے شاہ حسین کی خدمت میں منصب خلافت پیش کیا جسے آپ نے قبول کیا۔ شاہ حسین نے کہا۔ کہ مسلمانوں کے موجودہ مسائل کا یہی اقتضاء ہے۔ اسلئے میں نے خلافت قبول کر لی۔ اور کہا۔ کہ خلیفۃ المسلمین کی جلاوطنی کے لئے ترک مورد الزام نہیں ہیں۔ آپ ان سے ہمدردی کرتے ہیں۔ اور عثمانی خاندان کے افراد منتشرہ کو دعوت دیتے ہیں۔ کہ سب عرب میں آکر اقامت گزین ہوں۔

لنڈن ۱۴ر مارچ۔ ترکان احرار کے ایک رہنما نے ڈیلی ٹیلیگراف کے سیاسی نامہ نگار سے عزل و تنسیخ خلافت کے متعلق کمال پاشا کا یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ کہ جنگ عظیم کے دوران میں اور اس کے بعد عربوں نے ترکی خلافت کے خلاف لڑنے سے اسلام کے غدار ہونے کا ثبوت مہیا کیا مصریوں کے متعلق بھی ان کی رائے عربوں کی بہ نسبت زیادہ اچھی نہیں۔ وہ ان کو اتحادیوں کی افواج کے لئے مزدوروں کی جمعیت مہیا کرنے پر مورد الزام قرار دیتے ہیں۔ ہندوستانی مسلمانوں کے متعلق آپ کا خیال ہے۔ کہ انہوں نے ترکی کے ساتھ لفظی ہمدردی کا اظہار تو کیا۔ لیکن وہ ترکی کے لئے جنگ آزما نہ ہوئے۔ اور محض لفظی ہمدردی کسی قربانی کی فہرست میں شمار نہیں ہو سکتی۔ پس ترکی کا کام ہے۔ کہ اپنی حفاظت خود کرے خود ہی اپنا بوجھ اٹھائے۔ اور ایسے لوگوں کے لئے اپنے مقامی مفاد و منافع کو قربان نہ کرے مصطفےٰ کمال کے خیالات سیاسی اور قومی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور فی الحقیقت دین اور اخوت و اتحاد سے بہت دور جا پڑے ہیں۔

دہلی ۱۶ر مارچ آج رائے سینا میں مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ مسٹر جناح صدر تھے۔ متعدد مسلمان لیڈر موجود تھے۔ فیصلہ کیا گیا۔ کہ مئی کے مہینے میں مسلم لیگ کا اجلاس لاہور میں منعقد کیا جائے بعض ارکان نے کہا۔ کہ مسلم لیگ تو ملک کے داخلی معاملات کی عنان اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اور مجلس مرکزیہ خلافت بین الاقوامی معاملات طے کرے۔ اور جمعیۃ العلماء مذہبی نشر و اشاعت کو جاری رکھے۔

دہلی ۱۴ر مارچ۔ سوراجی ارکان نے مسودہ مالیات کی ترمیم کے لئے نوٹس دیئے ہیں۔ جن میں ایک محصول نمک کو آٹھ آنے فی من تک کرنے کے لئے ہے۔ دوسری ترمیم یہ ہے۔ کہ ڈاک کی شرحیں پہلے کی طرح کر دی جائیں۔

دہلی ۱۶ر مارچ۔ مجلس مرکزیہ خلافت کا غیر معمولی جلسہ (جو کلکتہ میں ہونے والا تھا) غیر معین تاریخ بوجہ انگورہ کے جواب کے انتظار کے ملتوی کر دیا گیا ہے۔ نیز یہ وجہ ہے۔ کہ مسٹر شوکت علی کی سخت علالت باعث تردد ہے۔ آپ دہلی لائے گئے ہیں۔ شام کو آپ کا درجہ حرارت ۱۰۵ رہتا ہے۔

کلکتہ ۱۵ر مارچ۔ اخبار سٹیٹسمین کا بیان ہے۔ کہ کل کلکتہ کی پولیس نے منٹگ ٹولہ کے حد میں ایک مکان کے تہ خانہ میں بم بنانے کا مکمل کارخانہ دریافت کیا ہے۔ نہایت عجیب قسم کے چھ صحیح سالم بم پائے گئے۔ ان کے علاوہ بم بنانے کا سامان اور آتشگیر اشیاء۔ امونیم۔ بارود وغیرہ بھی ملیں۔ جو بموں کی ٹوپی بنانے کیلئے استعمال کی جا سکتی تھیں۔ دو بنگالی عین بم بناتے ہوئے پکڑے گئے۔

گوردوارہ کمیٹی کو منتظم ریاست نابھ کی طرف سے مفاہمت کی شرائط موصول نہیں ہوئیں۔ جن کی نسبت سرکاری اعلان میں اطلاع دی گئی تھی۔ گوردوارہ کمیٹی نے دو اور شہیدی جتھوں کی تیاری کر رکھی ہے۔ ان میں سے ایک جتھا تو امرتسر سے ۲۲ر مارچ کو روانہ ہوگا۔ اور دوسرا جتھا سری کشن گڑھ آنندپور سے ۲۷ر مارچ کو روانہ ہوگا۔

امرتسر ۱۵ر مارچ جیتوں میں پانچواں اکالیوں کا دوسرا جتھا نہایت امن سے گرفتار کر لیا گیا۔ اب کے بھی کسی قسم کا تشدد عمل میں نہیں لایا گیا۔

لنڈن ۱۵ر مارچ شاہزادہ ویلز بار دیگر اپنے گھوڑے سے گر پڑے۔ چنانچہ گھوڑے کی ٹکر سے آپ کے چہرے پر ضرب آئی۔ اور ناک سے خون بہنے لگا۔

حیدرآباد کی مسلم خواتین نے مصطفےٰ کمال پاشا کی بیوی کو ذیل کا تار بھیجا ہے۔ فرانسیسی دقیانوسیوں کی کورانہ تقلید تباہی کا باعث ہوگی۔ خلافت کے خاتمہ اور مذہب کی طرف سے بے اعتنائی ملک و قوم کو تباہ کر دے گی۔ بیگناہ خواتین کی جلاوطنی خلاف انسانیت ہے۔ لہذا ہم آپ سے التجا کرتی ہیں۔ کہ اپنے رسوخ اور اثر سے کام لے کر قوم کو تباہی سے بچائیں۔

دہلی ۱۵ر مارچ سرکاری طور پر خبر آئی ہے۔ کہ بریلی کے نزدیک ۷ بجے شام کو ریل گاڑی سخت طوفان باد کے زور سے دریا رام گنگا کے پل سے گر کر دریا میں جا پڑی۔ ۵۲ مسافر مجروح ہوئے۔ اور پچاس کے قریب ہلاک ہو گئے۔ باقی مردوں کو نکالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

انجمن ہلال احمر کا وفد ۸ر فروری کو انگورہ سے یہاں وارد ہوا تھا۔ ۱۵ر مارچ کو بمبئی سے واپس انگورہ کو روانہ ہو گیا۔

(پرنٹر ایڈیٹر شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی نے بہ مشر پبلشر ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)